آپریشن (سرجری) کا شرعی جائزہ

Surgery: An Evaluation in the light of Islamic Shariah

ڈاکٹر ابظاہر خان*

محمد طاہر**

A**bstract**:

Islam offers a complete code of conduct. Its instructions are not limited to some fields of life. Islam guides all those things to his followers which are necessary for the well-being of mankind. The modern age is the age of science and technology, it has created some modern issues to Muslims scholars, like Test Tube baby, cloning and some different kind of surgical operation. This article deals with the status of Surgery in Islamic Shariah.

اسلام محض عقائد و عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ حیات اور دینِ فطرت ہے۔ اس کے احکام کسی ایک شعبۂ زندگی سے متعلق نہیں، بلکہ انسانی زندگی سے متعلق تمام شعبہ جات کو شامل اور فطرت کے عین مطابق ہیں۔ گزرتے زمانے کے ساتھ نت نئے مسائل پیش آتے رہیں، مگر کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا حل شریعتِ اسلامی میں موجود نہ ہو۔ فقہاء نے اجتہاد کی مدد سے نئے پیش آنے والے مسائل کا حل بیان کیا۔

انہی جدید مسائل میں سے ایک آپریشن (سرجری) کے ذریعے علاج بھی ہے۔ آپریشن (سرجری) کو عربی میں الجراحۃ کہا جاتا ہے۔ جو عصر حاضر میں مختلف امراض کا بہترین علاج ہے۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

** اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

الجراحۃ کے لغوی معنیٰ:

الجراحۃ عربی لغت میں دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

(الف) باب فتح سے اسلحہ سے لگنے والے زخم کو کہاجاتا ہے ۔اس کی جمع جراحات اور جرح آتی ہے[۱]۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" العجماء جرحها جبار[۲] "جانوروں کے زخمی کرنے کا تاوان نہیں ہے"

(ب) زبان کے طعن کے لئے بھی جرح کا لفظ استعمال ہوا ہے: مثلا

جراحات السنان لها التئام ... ولا يلتام ما جرح اللّسان

وجرح السيف تأسوه فيبرا ... وجرح الدهر ما جرح اللسان[۳]

"نیزوں سے لگے زخموں کے لئے بھرنا ہے، مگر زبان سے لگے زخم کبھی نہیں بھرتے اور تلوار کے لگائے زخم مندمل ہو جاتے ہیں، مگر زبان کے زخم ہمیشہ ہرے رہتے ہیں"

یہاں لفظِ الجراحۃ کا پہلے معنیٰ میں استعمال زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں آلات سے زخمی کرنے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں اور دوسرا معنیٰ بطورِ مجاز مستعمل ہے۔

الجراحۃ کے اصطلاحی معنیٰ:

اصطلاح میں الجراحۃ (Surgery) کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

Surgery is an ancient medical specialty that uses operative manual and instrumental techniques on a patient to investigate and/or treat a pathological condition such as disease or injury, or to help improve bodily function or appearance.[۴]

آپریشن (سرجری) کی شرعی حیثیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا[۵]

"اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا"

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں محمد بن جریر الطبری[۶] نے سیدنا ابن عباسؓ[۷] اور سیدنا ابن مسعودؓ[۸] کا یہ قول نقل کیا ہے:ومن أحياها، فاستنقذها من هلكة فكأنما أحيى الناس جميعًا عند المستنقذ

"جس نے زندہ کیا یعنی جس نے انسانی جان کو ہلاکت سے بچایا گویا اس نے تمام نوعِ انسانی کو ہلاکت سے بچایا" مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی جان کو بچانے کی تعریف کی ہے اور آپریشن انسانی جان کو ہلاکت سے بچاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد آپریشن کے جواز پر دلیل ہے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ [۹] سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :الفطرة خمس: الختان والاستحدادوقص الشارب وتقليم الأظفار ونتف الآباط"[۱۰] پانچ چیزیں فطرت ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈھنا، مونچھیں کتروانا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال اکھیڑنا" رسول اللہ ﷺ نے ختنے کو مشروع بلکہ فطرت قرار دیا اور ختنہ بھی آپریشن کی ایک قسم ہے۔

سیدنا ابن عباس ﷺ سے مروی ہے: "احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو محرم"[۱۱] "رسول اللہ ﷺ نے حالتِ احرام میں پچھنہ لگایا"

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے : بعث النبي صلى الله عليه وسلم إلى أبي طبيبا فقطع منه عرقا[۱۲]" رسول اللہ ﷺ نے میرے باپ کے پاس طبیب بھیجا، جس نے ان کے رگ کو کاٹا"

بدن سے علاج کی غرض سے خون نکالنا حجامہ کہلایا جاتا ہے۔یہ آپریشن کی ایک صورت ہے۔اس طرح شہ رگ کو کاٹنا بھی آپریشن ہے۔دونوں صورتوں کو رسول اللہ ﷺ نے مشروع قرار دیا ہے۔

آپریشن کے انعقاد کے شروط:

آپریشن سے بسا اوقات انسانی جان یا اعضاء کو ہلاکت سے بچایا جاتا ہے اس لئے شریعتِ اسلامی نے انسانی فائدے اور الضرر یزال [۱۳] (ضرر کو زائل کیا جائے گا) کے قاعدے کو مدنظر رکھ کر آپریشن کی نہ تو مطلّقاً اجازت دی اور نہ مطلّقاً حرام قرار دیا، بلکہ بعض شروط کے ساتھ اس کی اجازت دی۔

آپریشن کے شروط میں سے ایک شرط شارع کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ،جب کہ دو شرائط ڈاکٹر (سرجن)، دو مریض اور تین نتیجے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں:

پہلی شرط: آپریشن مشروع ہو یعنی شارع کی جانب سے اس کی اجازت ہو کیونکہ جسمِ انسانی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اس میں تصرف کا حق صرف اس کی اجازت سے جائز ہے۔اگر کسی حرام مقصد کے لئے آپریشن ہو (جن کا بیان آگے آرہا ہے)، تو اس آپریشن کا کرنا اور کرانا دونوں حرام ہے۔

دوسری شرط: سرجن میں یہ اہلیت موجود ہو کہ آپریشن صحیح طریقے سے کرسکے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :من تطبب، ولا يعلم منه طب، فهو ضامن[۱۴] (معروف طبیب کے علاوہ ،جس

کسی نے کسی کا علاج کیا، تو (نقصان کی صورت میں) وہ ضامن ہوگا) سیدنا عمرؓ نے فرمایا: من وضع يده من المتطببين في علاج أحد فَهُوَ ضَامِن إِلَّا أَن يكون طَبِيبا مَعْرُوفا[15] (طبیب معروف کے علاوہ جو کوئی کسی کا علاج کرے گا، تو (نقصان کی صورت میں) وہ ضامن ہوگا) جب کہ بدایۃ المجتہد میں فن سے ناواقف طبیب کے متعلق کہا گیا ہے: وإن لم يكن من أهل المعرفة فعليه الضرب، والسجن، والدية[16] (اگر طبیب فن طب سے واقف نہ ہو تو سرزنش ہوگی اور قید کی سزا اور دیت واجب ہوگی)۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ سرجن میں آپریشن کے لئے مطلوبہ اہلیت کا ہونا ضروری ہے، ورنہ شرعاً ایسے ڈاکٹر سے آپریشن کرانا جائز نہیں ہوگا۔

تیسری شرط: سرجن کو آپریشن کی کامیابی کا ظن غالب ہو یعنی آپریشن کی ناکامی سے زیادہ کامیابی کا گمان ہو جیسے فتاویٰ قاضی خان میں ہے: إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل لأنه تعريض النفس للهلاك وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك[17] (اگر اس جیسے قطع سے جان خطرے میں آجاتی ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اور اگر غالب گمان صحیح ہونے کا ہو، تو اس کے لئے اس میں گنجائش ہے)، اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے: إن قيل قد ينجو وقد يموت أو ينجو ولا يموت يعالج وإن قيل لا ينجو أصلا لا يداوى بل يترك كذا[18] (اگر کہا گیا کہ ممکن ہے بچ جائے اور ممکن ہے مر جائے یا مرے گا نہیں بلکہ نجات پائے گا، تو علاج کیا جائے گا اور اگر یہ کہا جائے کہ بچنے کی کوئی صورت نہیں، تو علاج نہیں کیا جائے گا) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپریشن کی کامیابی کا غالب گمان نہ ہو، تو آپریشن کرنا جائز نہیں۔

چوتھی شرط: مریض آپریشن کا محتاج ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعتِ اسلامی نے انسانی جسم کے زخمی کرنے کو حرام قرار دیا ہے اور کسی انسان کو زخمی کرنے کو قابلِ سزا جرم قرار دیا ارشادِ ربانی ہے: وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ[19] (سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے)، مگر جب اس میں انسان کو ضرر و نقصان سے بچانا مقصود ہو اور خود انسان اس کا محتاج ہو، تو اس صورت میں اس کی اجازت دی گئی ہے۔

پانچویں شرط: مریض آپریشن کی اجازت دیں اور اگر مریض اس قابل نہ ہو، تو اس کا ولی اجازت دیں، جیسے فتاویٰ قاضی خان میں ہے: و لو فعل ذلك غير الأب و الأم فهلك كان ضامنا لعدم الولاية[20] (اگر یہ کام باپ یا ماں کے علاوہ کسی نے کیا، تو ولایت نہ ہونے کی وجہ سے ضامن ہوگا)، اسی طرح علامہ ابن قدامہ[21] فرماتے ہیں: وإن ختن صبيًا بغير إذن وليه، أو قطع سلعة من إنسان بغير

إذن أو من صبي بغير إذن وليه فسرت جنايته ضمن[22] (اگر بچے کا ختنہ اس کے ولی کی اجازت کے بغیر کیا یا کسی انسان سے ،اس کی اجازت کے بغیر ٹکڑا کاٹا، تو نقصان کی صورت میں ضامن ہوگا)،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی اجازت شرط ہے کیونکہ بغیر اجازت آپریشن کرنے والا سرجن ہلاکت کی صورت میں جنایت کرنے والا ہوگا۔

چھٹی شرط: موجودہ مرض کا آپریشن سے کم کوئی علاج نہ ہو، تو ایسا علاج جو تکلیف و ضرر میں موجودہ مرض کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، فقہی قاعدے الضرر لا يزال بمثله (کسی ضرر کا ازالہ اس کے مثل ضرر سے نہیں کیا جائیگا) سے ایسا علاج و آپریشن نا جائز ہوگا۔اس قاعدے سے مراد یہ ہے کہ بڑے مصیبت و تکلیف کو اس سے کم کے ذریعے دفع کیا جائے گا[23]۔

ساتویں شرط: آپریشن سے مطلوبہ فائدہ حاصل ہو یعنی مریض کو افاقہ ہو، اگر ایسا نہیں تو یہ محض مریض کو تکلیف پہنچانا ہوگا اور حدیث مبارک لا ضرر ولا ضرار[24] (نہ ضرر پہنچے اور نہ ضرر پہنچایا جائے) کی رو سے ناجائز ہوگا۔

آٹھویں شرط: آپریشن سے انسان کو کوئی اور ایسا ضرر نہ پہنچے جو تکلیف ومشقت میں موجودہ مرض سے زیادہ ہو، اگر ایسا ہو تو پھر آپریشن اذا تعارضت مفسدتان روعی أعظمهما ضرراً بارتكاب اخفهما (جب دو خرابیوں میں مبتلا ہو جائے ،تو ان میں آسان کو اختیار کیا جائے) یعنی إذا تقابل مكروهان أو محظوران أو ضرران، ولم يمكن الخروج عنهما، وجب ارتكاب أخفهما (جب دو ممنوع چیزیں یا دو ضرر در پیش ہو اور ان سے خلاصی نہ ہو، تو آسان کو اختیار کیا جائے) سے ناجائز ہوگا[25]۔

آپریشن کی اقسام:

آپریشن (سرجری) کی کئی اقسام ہیں ،جن میں بعض خود مریض کی جان یا اعضاء کے تحفظ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور بعض مریض کے جان کے ساتھ دوسرے انسانی جان کے تحفظ سے بھی تعلق رکھتی ہیں،جب کہ بعض صورتوں میں اگرچہ انسانی جان یا اعضاء کی تحفظ مقصود نہیں ہوتی ،مگر شریعت کے حکم کی وجہ سے یہ سرجری کی جاتی ہے۔اسی طرح بعض صورتوں میں محض حسن و جمال کے حصول کے لئے سرجری کی جاتی ہے۔

ان اقسام میں سب سے ضروری وہ قسم ہے جس میں انسانی جان یا اعضاء کو ہلاکت سے بچانا مقصود ہوتا ہے اس لئے سب سے پہلے اس کو ذکر کیا جائے گا۔

(۱) جراحت برائے علاج: (Operation):

آپریشن کا اصل مقصد انسانی جان کا تحفظ اور انسان کو تکلیف و ضرر سے بچانا ہے، یہی وجہ ہے کہ طبیبوں کے نزدیک جراحۃ العلاجیۃ ہی جراحت کی بنیادی قسم ہے اور عام طور پر جراحت (آپریشن) کا اطلاق اسی قسم پر ہوتا ہے۔

اس قسم کے آپریشن میں اگر ایسے مرض کا علاج ہو، جو انسان کی موت کا سبب بنے اور مریض ایسی حالت کو پہنچا ہوتا ہے کہ اگر آپریشن نہ کیا جائے تو اس کی موت واقع ہو جائے گی، جیسے دماغ کی رگ پھٹ جانے کے وقت خون کے بہاؤ کو روکنے کے لئے شہ رگ کو بند کرنا، یا دل کی شریان بند ہونے کی صورت میں (CABG)، تو اس قسم کے آپریشن کو الجراحۃ العلاجیۃ الضروریۃ کہا جاتا ہے۔

اس آپریشن میں اصل مقصد انسانی جان کو بچانا ہوتا ہے اور انسانی جان کو بچانا مقاصد شرعیہ میں ہے، جیسے امام غزالی فرماتے ہیں: مقصود الشرع من الخلق خمسة، وهو أن يحفظ عليهم دينهم، ونفسهم، وعقلهم، ونسلهم، وماهم[۲۶] (مخلوق سے مقصود شرع پانچ ہیں: یہ کہ ان کے دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کی جائے)۔

دوسرا یہ کہ ایسی حالت کو پہنچنا کہ موت کا خوف غالب ہو، حالتِ اضطراری ہے اور ایسی حالت میں شرعاً ممنوعہ چیزیں بھی جائز ہو جاتی ہے کیونکہ قاعدہ ہے: الضروراة تبيح المحظورات جس سے مراد یہ ہے کہ: إن الممنوع شرعاً يباح عند الحاجة الشديدة[۲۷] (جو کام شرعاً ممنوع ہیں، وہ حاجت کے وقت مباح ہو جاتی ہے)۔

ایسی حالت میں سرجن پر بھی سرجری کرنا لازم ہے کیونکہ ہم پر انسانی جان کا تحفظ لازم کر دیا گیا ہے۔

اگر انسانی جان کو خطرہ نہ ہو، بلکہ اعضاء کو نقصان سے بچانے یا تکلیف کو دور کرنے کے لئے آپریشن ہو، جیسے اپینڈکس، گردے کی پتری، بواسیر یا کینسر زدہ اعضاء کا کاٹنا، تو ان صورتوں میں ہونے والے آپریشن کا مقصد انسان کو درد والم سے بچانا ہوتا ہے۔ یہ آپریشن کی قدیم اقسام میں سے ہے اور اس کی مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں، جیسے فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ولا بأس بقطع العضو ان وقعت فيها لأكلة لئلا إلى أعضاء أخرى ولمثانة اذا كانت فيها حصاة[۲۸] (اگر کسی عضو میں سڑن پیدا ہو جائے اور اس کے دوسرے اعضاء کی طرف سرایت کرنے کا ڈر ہو، تو اسے کاٹنا جائز ہے اور اسی طرح مثانہ میں کنکری

کے وقت اس کا چیر نا جائز ہے)، اسی طرح حجامہ کے متعلق وارد احادیث بھی اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے

بعض اوقات حفظ ماتقدم کے طور پر سرجری کی جاتی ہے، جیسے درد وتکلیف نہ ہو پھر بھی اپینڈکس کا آپریشن کرنا، تواس صورت میں شریعت نے اس کی اجازت نہیں دی کیونکہ درد کا مستقبل میں آنے کا احتمال ہے اور شریعت میں یقینی صحت کی صورت میں محض ظن سے خود کو تکلیف وضرر میں مبتلا کرنا کسی صورت جائز نہیں کیونکہ قاعدہ ہے: اليقين لا يزول بالشك[۲۹] (یقین کو شک کے ذریعے زائل نہیں کیا جا سکتا)، لیکن جب فی الحال تکلیف، تو نہ ہو مگر عام طور مرض کی نوعیت ایسی ہو کہ مستقبل میں درد والم کا سبب بن سکتا ہو، جیسے ناک میں گوشت کا ہونا (Turbinates) کہ جو وقت کے ساتھ بڑھ کر تکلیف وضرر کا موجب ہوتا ہے یا آنکھ پر پردے کا آنا (Pterygium) جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے بتدریج نظر میں کمی واقع ہوتی ہے، تو پھر آپریشن کرنا جائز ہے۔

(۲) جراحت برائے تشخیص امراض: (Surgical Diagnosis)

جراحۃ الکشف میں کسی مرض کا علاج نہیں کیا جاتا، بلکہ ڈاکٹر انسان کے جسم میں موجود کسی پوشیدہ مرض کی تشخیص کے لئے آپریشن کرتا ہے۔اس کے جواز اور عدم جوز میں بھی وہی قواعد جاری ہوں گے جو جراحۃ العلاجیۃ میں جاری ہوئے کہ اگر ایسے مرض کی تشخیص کرنی ہو، جو اعضاء کو ضرر پہنچاتا ہو یا شدید درد کا سبب بنتا ہو، جیسے سرطان (Cancer) کہ جو وقت کے ساتھ اس عضو کے ساتھ دوسرے اعضاء میں سرایت کرکے انہیں ناکارہ بنانے کا موجب بنتا ہے اور اس مرض کے تشخیص کے لئے آپریشن کے علاوہ کوئی طریقہ نہ ہو، جیسے الٹراساؤنڈ، ایکسرے وغیرہ، تو ایسے مرض کے تشخیص کے لئے آپریشن کرنا جائز ہے اور اس کے جواز کے لئے وہی دلائل ہوں گے جو جراحۃ العلاجیۃ کے لئے ہیں اور وہی شرائط بھی لاگو ہوں گے۔

(۳) جراحت برائے ختنہ: (Surgical Phimosiectomy)

جراحۃ الختان سرجری کہ وہ قسم ہے، جس کو خود شریعت نے لازم قرار دیا ہے۔اس میں اگرچہ کسی مرض کا علاج نہیں کیا جاتا، مگر شریعت کے حکم کی وجہ سے کیا جاتا ہے، جیسے حدیث مبارک میں اس کو فطرت کہا گیا ہے: الفطرة خمس: الختان والاستحداد وقص الشارب وتقليم الأظفار ونتف الآباط[۳۰] (پانچ چیزیں فطرت ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈھنا، مونچھیں کتروانا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال صاف کرنا)۔

لڑکوں کا ختنہ مسنون ہے اور اس کے لئے آخری عمر بارہ سال کا مقرر کیا گیا ہے، جب کہ ختنہ کے لئے کم سے کم عمر وہ ہے کہ جب بچے میں اس کی تکلیف سہنے کی قوت پیدا ہو اور لڑکیوں کا ختنہ مسنون نہیں[۳۱]۔

ختنہ اگرچہ بطور علاج نہیں کیا جاتا مگر یہ مستقبل میں سرطان سے بچنے میں انتہائی مفید کردار ادا کرتا ہے، اس لئے اس کو بھی حفظ ماتقدم کے طور پر کی جانے والی سرجری میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

(۴) جراحت برائے ولادت:(Surgical Accouchment)

یہ آپریشن کی وہ قسم ہے، جو دو انسانوں (ماں اور بچے) کی زندگی کے تحفظ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ آپریشن کے اس طریقے میں کبھی ماں اور بچے دونوں اور کبھی کسی ایک کی جان کو بچایا جاتا ہے۔

جراحۃ الولادت (C-Section) آپریشن کے قدیم قسم ہے۔ اس کے دلائل فقہ کی کتابوں میں بکثرت موجود ہے، جیسے تحفۃ الفقہاء میں فرمایا گیا ہے: ولو أن حاملا ماتت وفي بطنها ولد يضطرب فإن كان غالب الظن أنه ولد حي وهو في مدة يعيش غالبا فإنه يشق بطنها لأن فيه إحياء الآدمي[۳۲] (اگر حاملہ عورت مر گئی اور اس کی پیٹ میں حرکت کرتا بچہ ہو اور غالب گمان بچے کے زندہ ہونے کا ہو، تو اس کی پیٹ کو چیرا جائے گا کیونکہ اس میں انسان کی جان کو بچانا ہے) اور بعض نے اس قول کی نسبت امام ابو حنیفہؒ[۳۳] کے طرف کی، جیسے الاشباہ میں آیا ہے: جواز شق بطن الميتة؛ لإخراج الولد إذا كانت ترجى حياته. وقد أمر به أبو حنيفة رحمه الله فعاش الولد[۳۴] (جب بچے کی زندگی کی امید ہو، تو حاملہ عورت کے پیٹ کو چیرا جائے گا اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ نے دیا اور وہ بچہ زندہ رہا)۔

ماں کی زندگی کو خطرہ تب ہوتا ہے، جب ولادت کے وقت بچے کو خون فراہم کرنے والے رگ (Placenta) بچہ دانی منہ پر آجاتے ہیں، اس حالت کو (Placentaprevia) کہا جاتا ہے، یا ماں کو ولادت کے وقت جھٹکے شروع ہو، چاہے یہ جھٹکے پہلے سے ہو ہو یا ولادت کے وقت بلند فشار خون (Blood pressure) کی وجہ سے ہو، تو اس وقت بھی ماں کی جان کو خطرہ ہوتا ہے، اس حالت کو (Eclampsia) کہا جاتا ہے۔

بچے کی زندگی تب خطرے میں ہوتی ہے کہ ایک سے زیادہ بچے ہوں، یا ماں بچے کی ولادت سے پہلے مر جائے یا ناف (بچے کو خوراک و خون فراہم کرنے والا رگ) بچے کے گردن کے گرد لپیٹ جائے (Card around the neck)۔

ماں اور بچے کی جان کو کئی صورتوں میں خطرہ لاحق ہوتا ہے، جیسے ولادت کے وقت عام طور پر بچے کا سر نیچے ہوتا ہے، مگر جب بچے کے پاؤں نیچے ہو (Footting breech presentation)، تو اس کے پیدائش میں مشکل پیش آتی ہے، جس سے ماں اور بچے دونوں کی زندگیاں خطرے میں آجاتی ہے، اسی طرح عام حالات میں بچہ سیدھا (طولاً) ہوتا ہے، مگر جب وہ سیدھا نہیں رہتا بلکہ عرضاً ہوتا ہے (Transverse lie)، تو اس حالت میں اس کی پیدائش مشکل ہو جاتی ہے، تو ماں اور بچے کی زندگیاں ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی بچہ دانی پھٹنے (Uterine Rupture) کی وجہ سے ماں اور بچے دونوں کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

ان تمام حالتوں میں چونکہ انسانی جان کی ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے، اس لئے اذا تعارضت مفسدتان روعی اعظمهما ضرراً بارتكاب اخفهما (جب کسی چیز میں دو خرابیاں پیدا ہو جائیں تو ان میں سے آسان کو اختیار کیا جائے گا) کے قاعدے کی وجہ سے آپریشن کرنا جائز ہے کیونکہ اگرچہ آپریشن بھی ضرر ہے مگر جان کی ہلاکت کے مقابلے میں ادنی واخف ہے۔

علامہ ابن حزم[۳۵] نے اس صورت میں آپریشن نہ کرنے کو قتل سے تعبیر کیا ہے: ولو ماتت امرأة حامل والولد حي يتحرك قد تجاوز ستة أشهر فإنه يشق عن بطنها طولاًويخرج الولد لقوله تعالى وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ومن تركه عمدًا حتى يموت فهو قاتل نفس[۳۶] (اگر حاملہ عورت مر گئی اور حمل کو چھ مہینے گزر چکے ہیں اور بچہ حرکت کر رہا ہو، تو عورت کے پیٹ کو طولاً چیرا جائے گا اور بچے کو نکالا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور جس نے قصداً بچے کو (ماں کی پیٹ میں) چھوڑا یہاں تک کہ وہ مر گیا، تو وہ نفس انسانی کو قتل کرنے والا ہوگا)، اسی طرح کتب فقہ میں اس کی کثیر مثالیں موجود ہیں اور زمانۂ قدیم سے آپریشن کا یہ طریقہ رائج ہے۔

فوت شدہ حاملہ عورت کی سرجری کے دلائل:

کتب فقہ میں موجود مذکورہ درج بالا دلائل کی روشنی میں زندہ حاملہ کی سرجری کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ سنن ابی داؤد کی ایک حدیث كسر عظم الميت ككسره حيا[۳۷] (مردے کی ہڈی توڑنا (تکلیف دینے میں) زندہ کی ہڈی توڑنے کے برابر ہے) میں مردے کی تکلیف کو زندہ کو تکلیف دینے کے برابر کہا گیا۔

(۵) جراحت برائے حسن (Plastic Surgery) :

اس جراحت کی دو قسمیں ہیں: ایک اعضاء میں موجود عیب دور کرنے کے لئے اور دوسرا محض حسن میں اضافے کے لئے۔ انسانی اعضاء میں عیوب دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک پیدائشی طور پر عیب موجود ہو، جیسے انگلیوں کا آپس میں مل جانا یا انگلی کا زائد ہونا(polydactylism) ، ہونٹوں کا کٹا ہوا ہونا (Cleft lip)وغیرہ۔ دوسرا یہ کہ کسی حادثے کی وجہ سے عیب پیدا ہو گیا ہو، جیسے آگ سے جلنے سے انگلیاں آپس میں مل جائیں یا ایکسیڈنٹ کی وجہ سے چہرے کی ساخت بگڑ جائے وغیرہ، تو ان دونوں اقسام کے عیوب میں اگر تکلیف نہ بھی ہو، مگر یہ حسی و معنوی ضرر ہے اس لئے حاجت کے درجے میں ہے اور حاجت کبھی ضرورت کے درجے میں ہوتی ہے الحاجة تنزل منزلة الضرورة[۳۸]، اس لئے ان صورتوں میں آپریشن کرنا جائز ہے، جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حاجت و ضرورت کے وقت احکام میں رخصت و نرمی رکھی گئی ہے اور اس کی مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں، جیسے إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئا آخر إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك (جب ارادہ کرے کوئی کہ زائد انگلی یا کوئی اور عضو کاٹے اور اس طرح کرنے سے غالب گمان ہلاکت کا ہو، تو ایسا کرنا جائز نہیں اور اگر غالب گمان نجات کا ہو، تو ایسا کرنا جائز ہے)۔

اس سرجری کی دوسری قسم بغیر عیب کی موجودگی کے، محض حسن میں اضافے کے لئے کی جانے والی سرجری ہے، جس میں کبھی بڑھاپے کے آثار چھپانے کے لئے سرجری کی جاتی ہے اور کبھی ویسے ہی اعضاء کی کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے، جیسے ناک کو خوبصورت بنانے کے لئے سرجری کرنا۔

شریعتِ اسلامی نے اس دوسری قسم کی سرجری کے تمام اقسام کو ناجائز کہا ہے، چاہے بڑھاپے کے آثار چھپانا ہو یا اعضاء کو خوبصورت بنانا ہو۔

بڑھاپے کے آثار چھپانے اور اعضاء کی خوبصورتی کے عدم جواز پر دلیل سورۃ النساء کی آیتِ کریمہ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ[۳۹] (اور ان کو گمراہ کرتا اور امیدیں دلاتا رہوں گا اور یہ سکھاتا رہوں گا کہ جانوروں کے کان چیرتے رہیں اور (یہ بھی) کہتا رہوں گا کہ وہ خدا کی بنائی ہوئی صورتوں کو بدلتے رہیں) ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر کی مذمت کی گئی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن جریر الطبری نے سیدنا ابن مسعودؓ کی صحیح البخاری میں نقل کی گئی حدیث لعن الله الواشمات والمستوشمات، والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله[۴۰] (اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے ان عورتوں پر جو جسم گودتی ہیں اور گودواتی ہیں، بھنویں اکھڑتی ہے اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فاصلہ پیدا کرتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے خلقت میں تبدیلی کرنے والی ہے) ذکر کی ہے، اور اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر[۴۱] فرماتے ہیں: وقد تفعله الكبيرة توهم أنها صغيرة لأن الصغيرة غالبا تكون مفلجة جديدة السن[۴۲] (ایسا اکثر بڑی عمر کی عورتیں کرتی ہیں، تاکہ وہ کم عمر دکھائی دیں کیونکہ چھوٹی عمر لڑکیوں کے دانتوں میں قدرتی طور پر فاصلہ ہوتا ہے)، تو اس آیت میں واضح طور پر بڑھاپے کے آثار چھپانے سے منع کیا گیا ہے اور اس عمل کو اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر کہا گیا۔

اسی طرح سیدنا ابن مسعودؓ کے روایت میں للحسن کے الفاظ مذکور ہیں اور سیدنا ابن عباسؓ نے بھی یہی تشریح فرمائی ہے: لعنت الواصلة، والمستوصلة، والنامصة، والمتنمصة، والواشمة، والمستوشمة، من غير داء[۴۳] (بالوں میں بال جوڑنے والی، بھوں کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی، جسم گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت کی گئی ہے، اگر یہ کام بغیر کسی مرض کے (صرف خوبصورتی کے لئے) ہو)، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آیتِ کریمہ میں بغیر ضرر و مرض کے اعضاء کے کانٹ چھانٹ کی بھی مذمت بیان کی گئی ہے اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

(۶) جراحت برائے تبدیلی جنس:

سرجری کبھی جنس کی تبدیلی کے لئے بھی کی جاتی ہے۔ سرجری کے اس قسم کا ناجائز ہونا واضح دلائل سے ثابت ہے۔ سیدنا ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال[۴۴] (رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور اسی طرح ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے) اس حدیث مبارک میں ان عورتوں کی مذمت فرمائی گئی، جو لباس وغیرہ میں مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں، اسی طرح ان مردوں کی بھی مذمت فرمائی گئی، جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، جب صرف ایک دوسرے کی ہیئت اختیار کرنے کی مذمت آئی ہے، تو مکمل طور پر جنس کو تبدیل کرنے کی تو بطورِ اولیٰ ممانعت ہوگی۔

دوسرا یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی کرنا پہلی صورتوں کے مقابلے میں اظہر ہے،اس لئے ان دونوں وجوہات کی بناپر یہ سرجری کرنا حرام ہے۔

نتائج:

شریعت اسلامی نے انسانی زندگی بچانے یا انسان کو تکلیف سے بچانے کے لئے سرجری کی مشروط اجازت دی ہے۔اگراشد ضرورت نہ ہو تواس کی ممانعت بھی ثابت ہے۔یوں کوئی محض اپنے آپ کو حسین بنانے کے لئے ایسا کوئی عمل کرے یا کوئی مرد یا عورت سرجری کے ذریعے اپنا جنس تبدیل کرنا چاہے تو اسلامی تعلیمات کی روسے یہ ممنوع تصور ہوگا۔

حواشی وحوالہ جات:

۱ تہذیب اللغۃ، محمد بن احمد، ۴: ۸۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰۰۱ء

۲ صحیح البخاری، محمد بن اسمٰعیل، کتاب الدیات، باب المعدن جبار والبئر جبار، حدیث: ۶۹۱۲، دار طوق النجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ

۳ فصل المقال فی شرح کتاب الامثال، ابو عبید البکری، ۱: ۲۴، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ: ۱۹۸۳ء

۴ http://en.wikipedia.org/wiki/Surgery

۵ المائدۃ، ۵: ۳۲

۵ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری ہیں (۲۲۴ھ - ۳۱۰ھ) عالم، فقیہ، مؤرخ اور محقق تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں تفسیرِ قرآن اور تاریخ الطبری مشہور ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی، ۲: ۲۰۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

۷ سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی (۳ ق م-۶۸ھ) رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔آپ تفسیر و فقہ میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔آپ کو ترجمان القرآن اور حبر الامۃ کہا جاتا ہے۔آپ سے ۱۶۶۰ احادیث روایت ہے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ، ۳: ۹۳۳، دار الجیل، بیروت، ۱۴۱۲ھ)

۸ عبداللہ بن مسعودؓ بن غافل بن حبیب الہذلی ، فقیہ الامت، صاحب نعلین ، رازدار اور خادم رسول ﷺ تھے۔آپ نے دو دفعہ ہجرت فرمائی۔ غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے۔ ۳۲ ھ میں وفات پائی۔آپ سے ۸۴۸ احادیث مروی ہیں۔ (الاستیعاب، ۳: ۱۹۹)

۹ سیدنا ابوہریرہؓ کا نام اسلام قبول کرنے کے بعد عبداللہ اور اکثر ائمہ کے نزدیک جاہلیت میں آپ کا نام عبد الشمس تھا۔ ۷ ہجری میں اسلام قبول کیا۔آپ سے سب سے زیادہ ۵۳۷۴ روایات مروی ہے ۔(الاستیعاب، ۴: ۱۷۶۸)

۱۰ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار، حدیث: ۵۸۹۱

۱۱ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب اجابۃ للمحرم، حدیث: ۱۸۳۵

۱۲ سنن ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، کتاب الطب، باب فی قطع العروق ، حدیث: ۳۸۶۴، المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت

۱۳ الأشباہ والنظائر، تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین السبکی، ۱: ۴۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ

۱۴ سنن ابی داؤد، کتاب الدیات، باب من تطبب بغیر علم فاعتنت، حدیث: ۴۵۸۶

۱۵ العلاج بالاغذیۃ والأعشاب، عبدالملک بن حبیب، ۱: ۳۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۸ء

۱۶ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ابن رشد الحفید محمد بن أحمد، ۴: ۱۸، دار الحدیث، القاہرۃ، ۱۴۲۵ھ

۱۷ فتاویٰ قاضی خان، ۳: ۲۵۱

۱۸ فتاویٰ عالمگیری، لجنتہ العلماء برياسۃ نظام الدین بلخی، ۵: ۳۶۰، دار الفکر، بیروت، ۱۳۱۰ھ

۱۹ المائدۃ، ۵: ۳۲

۲۰ فتاویٰ قاضی خان، حسن بن منصور الفرغانی، ۳: ۲۵۱،

۲۱ عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ ۵۴۱ ھ میں جماعیل نابلس میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لئے بغداد تشریف لے گئے۔آپ بڑے عالم، زاہد اور امام تھے۔آپ کی کتابوں میں المغنی الکافی اور العمدۃ مشہور ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد الذہبی، ۱۶: ۱۴۹، دار الحدیث، قاہرہ، ۱۴۲۷ھ)

۲۲ المغنی، عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ، ۵: ۳۹۸، مکتبۃ القاہرۃ، مصر، ۱۳۸۸ھ

۲۳ الوجیز فی إیضاح قواعد الفقۃ الکلیۃ، محمد صدقی بن احمد، ۱: ۲۵۹، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۶ھ

۲۴ السنن الکبریٰ، احمد بن حسین البیہقی، کتاب الصلح، باب لا ضرر ، حدیث: ۱۱۳۸۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ

۲۵ القواعد الفقہیۃ وتطبیقاتہا فی المذاہب الأربعۃ، محمد مصطفیٰ الزحیلی، ۱: ۲۳۰، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۷ھ

۲۶ المستصفیٰ، محمد بن محمد الغزالی،۱: ۱۷۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۳ھ

۲۷ الوجیز فی إیضاح قواعد الفقۃ الکلیۃ،۱: ۲۳۵

۲۸ فتاویٰ عالمگیری،۵: ۳۶۰

۲۹ الوجیز فی إیضاح قواعد الفقۃ الکلیۃ،۱: ۳۶۶

۳۰ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار، حدیث: ۵۸۹۱

۳۱ المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، برہان الدین محمود بن احمد،۵: ۳۷۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ

۳۲ تحفۃ الفقہاء، محمد بن احمد السمرقندی،۳: ۳۴۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ

۳۳ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت زوطی (۸۰ھ-۱۵۰ھ) کوفہ میں پیدا ہوئے۔ حماد بن ابی سلیمان کے حلقہ درس میں ۱۸سال گزار کر ایک نامور فقیہ بنے۔ فقہ میں آپ کا اپنا ایک مستقل مسلک ہے۔ جسے مصر، شام، پاکستان، اور وسطی ایشیا کے ممالک میں پذیرائی حاصل ہے۔ (تاریخ بغداد، احمد بن علی خطیب بغدادی،۱۳: ۳۲۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۷ھ)

۳۴ الاشباہ و النظائر علی مذہب ابی حنیفۃ، ابن نجیم زین الدین بن ابراہیم،۱ : ۷۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ھ

۳۵ علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری قرطبہ اندلس میں ۳۸۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث اور فقہ میں انتہائی مہارت حاصل تھی ۔شافعی المسلک ہونے کے باوجود قرآن و حدیث سے استنباط کرتے، پھر ظواہر کے مسلک کو منتقل ہوئے۔(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان احمد بن محمد،۳ : ۳۲۵، دار صادر، بیروت، ۱۹۷۱ء)

۳۶ المحلی بالآثار، ابن حزم علی بن احمد،۳ : ۳۹۵، دار الفکر، بیروت

۳۷ سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی الحفار یجد العظم ہل یتنکب ذٰلک المکان ام لا، حدیث : ۳۲۰۷

۳۸ غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر، احمد بن محمد مکی،۱ : ۲۹۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳۹ النساء، ۴ : ۱۱۹

۴۰ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المستوشمۃ، حدیث : ۵۹۴۸

۴۱ أحمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی ۷۷۳ ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے ۔آپ نے کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف کی۔ حدیث، رجال اور تاریخ میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ (الأعلام، خیر الدین محمود بن محمد الزرکلی،۱: ۱۷۸، دار العلم للملایین، بیروت، ۲۰۰۲ء)

۴۲ فتح الباری شرح صحیح البخاری، احمد بن علی ابن حجر العسقلانی،۱۰: ۳۷۲، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ

[۴۳] سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی صلۃ الشعر، حدیث : ۴۱۷۰

[۴۴] صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء والمتشبھات بالرجال، حدیث : ۵۸۸۵

مصادر و مراجع

۱. الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ، دار الجیل، بیروت، ۱۴۱۲ھ

۲. الاشباہ والنظائر علی مذہب ابی حنیفۃ، ابن نجیم زین الدین بن ابراہیم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ھ

۳. الأشباہ والنظائر، تاج الدین عبد الوہاب بن تقی الدین السبکی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ

۴. الأعلام، خیر الدین محمود بن محمد الزرکلی، دار العلم للملایین، بیروت، ۲۰۰۲ء

۵. بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ابن رشد الحفید محمد بن أحمد، دار الحدیث، القاہرۃ، ۱۴۲۵ھ

۶. تاریخ بغداد، احمد بن علی خطیب بغدادی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۷ھ

۷. تحفۃ الفقہاء، محمد بن احمد السمرقندی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ

۸. تذکرۃ الحفاظ، محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ھ

۹. تفسیر الطبری، محمد بن جریر الطبری، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ

۱۰. تہذیب اللغۃ، محمد بن احمد، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰۰۱ء

۱۱. سنن ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، کتاب الطب، باب فی قطع العروق، المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت

۱۲. السنن الکبریٰ، احمد بن حسین البیہقی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ

۱۳. سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد الذہبی، دار الحدیث، قاہرہ، ۱۴۲۷ھ

۱۴. صحیح البخاری، محمد بن اسمٰعیل، دار طوق النجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ

۱۵. العلاج بالاغذیۃ والأعشاب، عبد الملک بن حبیب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۸ء

۱۶. غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر، احمد بن محمد مکی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ

۱۷. فتاویٰ عالمگیری، لجنۃ العلماء برئاسۃ نظام الدین بلخی، دار الفکر، بیروت، ۱۳۱۰ھ

۱۸. فتاویٰ قاضی خان، حسن بن منصور الفرغانی

۱۹. فتح الباری شرح صحیح البخاری، احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ

۲۰. فصل المقال فی شرح کتاب الامثال، ابو عبید البکری، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ: ۱۹۸۳ء

۲۱. القواعد الفقہیۃ و تطبیقاتہا فی المذاہب الأربعۃ، محمد مصطفیٰ الزحیلی، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۷ھ

۲۲. المحلی بالآثار، ابن حزم علی بن احمد، دار الفکر، بیروت

۲۳. المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، برہان الدین محمود بن احمد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ

۲۴. المستصفیٰ، محمد بن محمد الغزالی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۳ھ

۲۵. معجم الصحابۃ، عبداللہ بن محمد البغوی، مکتبۃ دار البیان، الکویت، ۱۴۲۱ھ

۲۶. المغنی، عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ، مکتبۃ القاہرۃ، مصر، ۱۳۸۸ھ

۲۷. الوجیز فی إیضاح قواعد الفقۃ الکلیۃ، محمد صدقی بن احمد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۶ھ

۲۸. وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان احمد بن محمد، دار صادر، بیروت، ۱۹۷۱ء

۲۹. http://en.wikipedia.org/wiki/Surgery